احمد رضا خان کی حقیقت ﴿پارٹ 2﴾

☆ نام:

مولوی محمد صابر نسیم بستوی لکھتے ہیں:

حضور کا پیدائشی اسم گرامی محمد ہے۔ والدہ ماجدہ محبت و شفقت میں امّن میاں، والد ماجد اور دیگر اعزہ احمد میاں کے نام سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ جد امجد علیہ الرحمۃ نے

آپ کا اسم شریف احمد رضا رکھا اور تاریخی نام المختار ۱۲۷۲ھ ہے اور خود آپ نے اپنے نام کے اول میں عبد المصطفیٰ لکھنے کا التزام فرما لیا تھا اور اسلامی دنیا میں آپ کو اعلیٰ حضرت اور فاضل بریلوی کے بصد ادب و احترام یاد کیا جاتا ہے۔

(اعلیٰ حضرت بریلوی۔ ص 25,26)

خان صاحب کو کوئی نام پسند نہ آیا اور اپنا نام خود رکھ لیا۔

☆ شکل:

اعلیٰ حضرت خود فرماتے ہیں: مجھے نو عمری میں آشوب چشم اکثر ہو جاتا اور بوجہ حدت مزاج بہت تکلیف دیتا تھا۔

(ملفوظات مکمل چار حصے۔ ص 20۔ مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی)

آگے مزید فرماتے ہیں: ایک روز شدت گرمی کے باعث دوپہر کو لکھتے لکھتے نہایا سر پر پانی پڑتے ہی معلوم ہوا کہ کوئی چیز دماغ سے ڈہنی آنکھ میں اتر آئی، بائیں آنکھ بند کر کے ڈہنی سے دیکھا تو وسط شے مرئی میں ایک سیاہ حلقہ نظر آیا اس کے نیچے شے کا جتنا حصہ ہوتا وہ ناصاف اور دبا ہوا معلوم ہوتا۔

(ملفوظات۔ ص 20,21)

☆ درد گروہ کے مریض:

آپ کے بھتیجے مولوی حسنین رضا خاں لکھتے ہیں: آپ کو چودہ (۱۴) برس کی عمر میں درد گروہ لاحق ہوا جو آخر عمر تک رہا۔ کبھی کبھی اس کے شدید دورے پڑ جاتے تھے۔

(اعلیٰ حضرت بریلوی۔ص21)

☆ اعلیٰ حضرت لاغر تھے:

لاغری کے سبب سے چہرہ میں گدازی نہ رہی تھی مگر ان میں ملاحت اس قدر عطا ہوئی تھی کہ دیکھنے والے کو اس لاغری کا احساس بھی نہ ہوتا تھا۔

(اعلیٰ حضرت بریلوی۔ص20)

☆ اعلیٰ حضرت اکثر دردسر اور بخار کی حرارت رہتی تھی:

اعلیٰ حضرت احمد رضا فرماتے ہیں: الحمداللہ کہ مجھے اکثر حرارت دردسر رہتا ہے۔

(ملفوظات۔ص64۔مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی)

☆ اعلیٰ حضرت کی کمر میں بھی درد رہتا تھا:

اعلیٰ حضرت کے خلیفہ ظفر الدین صاحب لکھتے ہیں: حضور پر نور کے طریقہ نشست عرض کر دوں چونکہ کمر میں ہمیشہ درد رہا کرتا تھا۔

(حیات اعلیٰ حضرت بریلوی۔ص28)

☆ احمد رضا کسی مدرسے کا فاضل نہیں:

۱) آپ نے (احمد رضا) حصول تعلیم کے لیے کسی مدرسے میں داخلہ نہیں لیا۔

(خیابان رضا۔ص18۔اقبال احمد فاروقی)

۲) اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا کے میرا کوئی استاد نہیں۔

(سیرت امام احمد رضا۔ ص 12۔ عبدالحکیم شاہ جہان پوری)

☆ احمد رضا خاں صاحب کے اساتذہ کرام:

احمد رضا خاں صاحب بریلوی کسی باقاعدہ عربی مدرسہ یا دار العلوم کے تعلیم یافتہ نہ تھے، آپ کی اکثر دینی تعلیم گھر پر ہی ہوئی تھی۔ آپ کے پہلے استاد مرزا غلام قادر تھے، ان کے بعد آپ والد مولانا نقی علی خاں سے پڑھتے رہے۔ مولانا نقی علی خاں بھی کسی معروف عربی مدرسہ یا دارلعلوم کے فارغ التحصیل نہ تھے۔ وہ بھی گھر ہی میں پڑھتے رہے نہ آپ نے کسی مدرسے میں کبھی پڑھایا تھا اس کے باوجود آپ نے مولانا احمد رضا خاں کو تیرہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل کردیا اور آپ کو اس قابل کردیا کہ بریلویوں نے آپ کو اسی عمر میں "علوم فنون کا ہمالہ" سمجھ لیا۔ (المیز ان امام احمد رضا نمبر کے ایک مضمون کی سرخی 337)

☆ احمد رضا خاں صاحب اور علم جفر کی تعلیم:

"خیال کیا کہ یہ شہر کریم (مدینہ منورہ) تمام جہاں کا مرجع وملجا ہے اہل مغرب بھی یہاں آتے ہیں ممکن ہے کوئی صاحب جفر دان مل جائیں کہ ان سے اس فن کی تکمیل کی جائے"۔ (ملفوظات مکمل۔ ص 28)

☆ احمد رضا خاں صاحب اور ستاروں کا علم:

احمد رضا خاں صاحب ستاروں کے اثرات کے بھی قائل تھے المیز ان امام احمد رضا نمبر میں ہے۔
ستاروں کے اثرات کے قائل تھے مگر اصلی فاعل حضرت عزۃ جل شانہ کو جانتے تھے۔

(المیز ان امام احمد رضا نمبر کے ایک مضمون کی سرخی 342)

☆ بغیر مشقت ومجاہدہ کے خلافت ملی:

المیزان کے امام احمد رضا نمبر میں ہے کہ آپ کے مرشد گرامی نے آپ کو یونہی خلافت دے دی تھی۔

آپ نے بغیر مشقت ومجاہدہ کے امام احمد رضا کو خلافت دے دی۔ (المیز ان احمد رضا نمبر۔ص 367)

☆ احمد رضا خاں صاحب کے استاذہ کی تعداد:

بریلوی حلقے اس پر فخر کرتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں نے مرزا غلام قادر اور اپنے والد نقی علی خاں، مولانا عبدالعلی رام پوری اور شاہ ابوالحسین صاحب نوری کے سوا کسی سے نہیں پڑھا۔ ''ان کے سوا کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا''۔ (ملفوظات۔حصہ دوم۔ص 28)

☆ اعلیٰ حضرت باضابطہ کسی مدرسہ میں مدرس نہ تھے

اعلیٰ حضرت نے چونکہ باضابطہ کسی مدرسہ میں مدرس بن کر نہیں پڑھایا۔

(حیات اعلیٰ حضرت۔ص 212)

☆ احمد رضا خاں صاحب کے تلامذہ کی تعداد:

تلامذہ کی تعداد زیادہ نہیں کیوں کہ مولانا بریلوی نے ابتداء میں صرف چند سال درس وتدریس کے فرائض انجام دیئے۔اس کے بعد دوسری علمی مصروفیتوں کی وجہ سے یہ سلسلہ چھوٹ گیا۔

(حیات مولانا احمد رضا۔ص 216)

☆ تین برس کی عمر میں فصیح عربی میں گفتگو:

مولانا عرفان علی صاحب کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے فرمایا: میری عمر تین ساڑھے تین برس کی ہوگی اور میں اپنے محلے کی مسجد کے سامنے کھڑا تھا ایک صاحب اہل عرب کے لباس میں جلوہ فرما ہوئے، انہوں نے مجھ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی میں نے بھی فصیح عربی میں ان کی باتوں کا جواب دیا۔

(المیز ان امام احمد رضا نمبر 339)

☆ چھ سال کی عمر میں فصیح تقریر:

بریلوی لٹریچر میں یہ روایت بھی ملتی ہے: چھ سال کی مبارک عمر میں کہ ماہ ربیع الاول تھا ایک بہت بڑے مجمع کے سامنے منبر پر جلوہ افروز ہو کر آپ نے پہلی مرتبہ تقریباً دو گھنٹے تک علم و عرفان کے دریا بہائے۔ (مقدمہ فتاوٰی رضویہ۔ص 7)

مولانا احمد رضا خاں نے چھ سال کی عمر میں تقریباً دو گھنٹے علم و عرفان کے دریا بہائے آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ میرا کوئی استاد نہیں تھا:

میرا کوئی استاد نہیں میں نے اپنے والد ماجد الرحمۃ سے صرف چار قاعدے جمع وتفریق ضرب تقسیم محض اس لیے سیکھے تھے کہ ترکے کے مسائل میں انکی ضرورت پڑتی تھی۔ شرح چغمینی شروع کی ہی تھی کہ حضرت والد ماجد نے فرمایا کیوں اپنا وقت ضائع کرتے ہو۔

☆ اسلام کی چودہ صدیوں میں پہلا تیرہ سالہ مفتی و مجدد:

احمد رضا خاں مرزا غلام قادر اور اپنے والد نقی علی خاں سے پڑھ کر ۱۳ سال کی عمر میں دینی تعلیم سے فارغ ہوئے اور اسی دن والد نے آپ کو مسند افتاء پر بٹھایا۔ آپ اسلام کی چودہ صدیوں میں پہلے مفتی ہیں جنہوں نے تیرہ چودہ سال کی عمر میں فتوٰی کا قلم دان سنبھالا۔

۱) ''تیرہ سال کی عمر میں ۔۔۔۔۔۔۔ ایک فتوٰی لکھ کر اپنے والد ماجد کی خدمت میں پیش کیا جواب بالکل صحیح تھا والد صاحب نے جودت ذہنی دیکھ کر اسی وقت سے افتاء کا کام آپ کے سپرد کر دیا''۔

(المیزان احمد رضا نمبر۔ص 197۔خلاصہ)

۲) آپ نے ۱۲۸۶ھ میں علوم مروجہ درسیہ علم سے فراغت حاصل کی اور منصب افتاء پر بٹھائے گئے اسی دن سے انکی زندگی کا اگر ایماندارانہ جائزہ لیا جائے تو ان کا مجدد کامل ہونا مہر نیمروز کی طرح ظاہر و

آشکار ہے۔ (احمد رضا نمبر۔ص 281)

۳) یہ بات ان لوگوں کی محض اپنی روایت نہیں بلکہ ان کے اعلیٰ حضرت کی بیان بھی اس بارے میں یہ ہے کہ: ''فقیر نے ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو ۱۳ برس کی عمر میں پہلا فتویٰ لکھا'' (احمد رضا نمبر۔ص 569)

☆ پچاس کتب زیر مطالعہ:

درس نظامی کی تمام کتب اور پچاس سے زائد کتب میرے درس وتدریس اور مطالعہ میں رہیں۔

(احمد رضا نمبر۔ص 572)

☆ اعلیٰ حضرت کوئی بڑا مدرسہ نہ بنا سکے:

اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں: افسوس کہ ادھر نہ مدرس ہے نہ واعظ۔ نہ ہمت والے مال دار۔ ایک ظفر الدین کدھر جائیں اور ایک لال خاں کیا کیا بنائیں۔ و حسبنا اللہ و نعم الوکیل

(المیزان احمد رضا نمبر۔ص 570)

☆ احمد رضا خاں کا علمی حلقوں میں تعارف:

خانپور کے بریلوی مدرسہ دار العلوم خانپور کے مفتی سراج احمد صاحب احمد رضا خاں کی ملکی شہریت کا پتہ دیتے ہیں۔ افسوس کہ مجھے اعلیٰ حضرت کے وصال سے دو سال پہلے ان کا پتہ معلوم نہ ہوا۔

(احمد رضا نمبر 157)

☆ احمد رضا خاں طلبہ کو علم حدیث پڑھنے کے لئے دوسرے علماء کے پاس بھیجتے:

مولانا وصی احمد صاحب سورتی محدث پیلی بھیتی (۱۳۳۴ھ) کی خدمت میں امام المتکلمین اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب ہمارے زمانہ میں اپنے عقیدے مند طلبہ کو علم حدیث پڑھنے کے لیے بھیج دیا کرتے تھے۔ (میزان الحدیث۔ص 19۔ مطبوعہ نولکشور لکھنو)

☆ احمد رضا خاں ایک جنگجو مجدد:

۱) وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ اعداء کے سینے میں خار ہے کسے چارہ جوئی کا وار ہے یہ وار وار سے پار ہے۔ (حدائق بخشش۔ حصہ دوم۔ ص 44 مطبوعہ دہلی)

۲) پھر ایک دوسرے مقام پر اپنے بارے میں لکھتے ہیں: محمدی کھچار کا شیر شرزہ حیدری نعرہ کے ساتھ سامنے آیا ہے۔ (اجلی انوار الرضا۔ ص 17)

۳) پھر سد القرار میں لکھا ہے: وہ اکیلا محمدی شیر جو اس بھرے میدان اعداء میں یا رسول اللہ کہہ کر کود پڑا اور تنہا چار طرف تلوار کر رہا ہے۔ (سد الفرار۔ ص 3)

☆ احمد رضا جاہلوں کا پیشوا:

۱) فاضل بریلوی اپنے عہد کے جلیل القدر عالم تھے مگر علمی حلقوں میں اب تک صحیح تعارف نہ کرایا جا سکا۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ تو بڑی حد تک نابلد ہے۔ چنانچہ ایک مجلس میں یہ راقم بھی موجود تھا ایک فاضل نے فرمایا کہ مولانا احمد رضا خان کے پیرو تو زیادہ تر جاہل ہیں۔ گویا آپ جاہلوں کے پیشوا تھے۔

(فاضل بریلوی اور ترک موالات۔ ص 5۔ ڈاکٹر مسعود بریلوی)

۲) سنجیدہ انسان اسطرف (احمد رضا کی طرف) رخ کرنے سے جھجکنے لگا۔

(فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں۔ ص 15)

☆ اعلیٰ حضرت کا اسم گرامی ایک مذہبی گالی:

آج اہل دانش امام احمد رضا کی عبقری ذات کو نہ تو جانتے ہیں نہ ہی پہچانتے ہیں۔ ان کا اسم گرامی ایک مذہبی گالی سمجھا جاتا ہے۔ (المیزان احمد رضا نمبر۔ ص 38)

☆ اعلیٰ حضرت استاد کی نظر میں:

مانا میاں پیلی بھیتی لکھتے ہیں کہ بچپن میں بھی آپ کے استاد مرزا غلام قادر بھی اعلیٰ حضرت کے بہت شیدا تھے اور آپ پر قربان ہوتے تھے۔ اعلیٰ حضرت کے یہ استاد اعلیٰ حضرت پر جان چھڑکتے تھے۔

(سوانح اعلیٰ حضرت۔ص30)

☆ اعلیٰ حضرت کی سیرت میں صوفیہ کا کوئی رنگ نہیں:

"سوانح نگاروں نے اعلیٰ حضرت کی صوفیانہ زندگی، عشق رسول، سوز جگر، حزن وملال اور کیفیت قلبی، سرور باطنی، احتیاط ظاہری کا کہیں پر ذکر تک نہ کیا۔

(امام احمد رضا نمبر۔ص217)

☆ سنت معاف نفل صاف:

احمد رضا خاں لکھتے ہیں: "میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں لیکن الحمد اللہ سنتیں کبھی نہ چھوڑیں نفل البتہ اسی روز سے چھوڑ دیے ہیں۔

(ملفوظات۔حصہ چہارم۔ص50)

☆ اعلیٰ حضرت کی عضو تناسل پر خاص تحقیق:

"مرد کی شرم گاہ کے اعضاء کو نو ثابت کرنا آپ کی فقہ دانی پر ایسی شہادت ہے جو آفتاب نیم روز سے زیادہ درخشاں اور تابندہ ہے چنانچہ آپ نے پہلے چالیس مستند و معتبر کتب فقیہہ اور فتاویٰ کے حوالہ سے شرمگاہ کے اعضاء کو مدلل ومحقق فرمایا پھر تدقیق نظر سے ایک اور عضو شرمگاہ پر دلائل ثبت فرما کر ثابت کیا کہ مرد کی شرمگاہ کے اعضا نو ہیں۔

(امام احمد رضا نمبر ص212)

☆ احمد رضا کے پیرومرشد کی حالت:

جب سجادہ نشین نے ایک مرتبہ اعلی حضرت سے رکھوالی کے لیے دو کتوں کی فرمائش کی تو اعلی حضرت اعلی

نسل کے دو کتے خانقاہ عالیہ کی دیکھ بھال کے لیے بذات خود دے کر آئے۔

(ضیائے حرم کا اعلیٰ حضرت نمبر۔ص 69)

☆ احمد رضا کی خاں علامہ فضل حق خیر آبادیؒ کی خدمت میں حاضری:

علامہ خیر آبادی نے گفتگو کا رخ بدل دیا اور پوچھا بریلی میں آپ کا کیا شغل ہے؟ فرمایا: تدریس و تصنیف اور افتاء۔ پوچھا کس فن میں تصنیف کرتے ہو؟ اعلیٰ حضرت نے فرمایا جس مسئلہ دینیہ میں ضرورت دیکھی اور ردوہابیہ میں۔ علامہ نے فرمایا: آپ بھی ردوہابیہ کرتے ہیں۔ ایک وہ ہمارا بدایونی خبطی ہے کہ ہر وقت اس خبط میں بمتلا رہتا ہے۔۔۔۔ اعلیٰ حضرت آزُردہ ہوئے۔ (المیزان۔ احمد رضا نمبر 332)

☆ احمد رضا خاں نے بارہ بجادئے:

ایک دن مولانا غلام حسین تشریف لائے اعلیٰ حضرت نے پوچھا فرمایئے بارش کا کیا انداز ہے؟ کب تک ہو گی مولانا نے ستاروں کی وضع سے زائچہ بنایا اور فرمایا اس مہینے میں پانی نہیں آئندہ ماہ میں ہو گی یہ کہہ کر وہ زائچہ اعلیٰ حضرت کی طرف بڑھایا حضرت نے دیکھ کر فرمایا اللہ کو سب قدرت ہے وہ چاہے تو آج ہی بارش ہو مولانا نے کہا یہ کیسے ممکن ہے؟ آپ ستاروں کی چال نہیں دیکھتے۔

مولانا احمد رضا خاں صاحب یہ سمجھانا چاہتے تھے کہ خدا کی قدرت کو بھی دیکھو وہ جس وقت چاہے ستاروں کی رفتار بدل دے آپ نے یہ سمجھانے کے لیے گھڑی کی طرف رخ کیا اور پوچھا کیا وقت ہے؟ وہ بولے سوا گیارہ بجے۔ فرمایا بارہ بجے میں کتنی دیر ہے؟ جواب ملا پون گھنٹہ۔ اس پر مولانا احمد رضا خاں صاحب اٹھے اور اس وقت گھڑی پر بارہ بجادیئے۔ (یعنی گھڑی بارہ پر کر دی) اعلیٰ حضرت نے فرمایا اسی طرح رب العزت جل جلالہ قادر مطلق ہے کہ جس ستارے کو جس وقت جہاں چاہے پہنچادے۔

(المیزان امام احمد رضا نمبر 242)

☆ احمد رضا خاں کی تعریف معین الدین اجمیری صدر مدرس مدرسہ معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف کی زبانی:

حضرت مولانا معین الدین اجمیری صدر مدرس مدرسہ معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف جنہیں بریلوی علماء آفتاب علم تسلیم کرتے ہیں۔ان کی رائے ملاحظہ کیجیے:

۱) منصب مجددیت ان کو کیسے حاصل ہوا۔ظاہر ہے کہ محض فتویٰ نویسی اس کا سبب نہیں ہو سکتی۔ورنہ ہندوستان کے تمام مفتیان کرام اس منصب عالی کے کیوں سزاوار نہیں کیونکہ اسلامی ریاستوں مثل حیدر آباد دکن، بھوپال ٹونک وغیرہ کے مفتیان کرام کہ وہ منجانب ریاست خدمت فتویٰ نویسی کے لیے فارغ کر دیئے گئے ہیں اور جن کا شب و روز یہی کام ہے اس وجہ سے یہ نہایت قرین قیاس ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت سے بھی زائد وسیع النظر ہوں پس محض فتویٰ نویسی ہی اگر اس کا سبب ہوتی تو پھر مجددیت کا سہرا بجائے اعلیٰ حضرت کے اس کے سر بندھنا چاہیے۔رہی تدریس تو اس کا اعلیٰ حضرت نے کسی زمانہ میں صرف خواب ہی دیکھا ہے کہ وہ ان کو خواب پریشان کی طرح یاد بھی نہ رہا۔کثرت تالیفات کے باعث بھی وہ اس منصب کے مستحق نہیں ہو سکتے۔کیوں کہ کثرت تعداد کی صورت میں کسی طرح وہ نواب صدر الدین حسین خان صاحب بڑودہ سے نہیں بڑھ سکتے۔ (تجلیات انوار ص۔31,32)

۲) حضرت اجمیری نے آپ کے یہ فضائل ذکر کیے ہیں:

فضیلت ۱:۔۔۔۔۔پہلودار گوئی: کئی کئی پہلوؤں والی بات کرنا

فضیلت ۲:۔۔۔۔۔۔۔۔تکفیر: مسلمانوں کو وہابی کہہ کر کافر بنانا

فضیلت ۳:۔۔۔۔عمل بالحدیث: صحابہ کرام کے فیصلوں سے گریز کرنا

فضیلت ۴:۔۔۔۔خودستائی: اپنی مدح وثنا میں خوشی منانا

پہلودار گفتگو میں آپ کو فحش گفتگو بہت پسند تھی۔وہ اسے فحش تسلیم نہ کرتے تھے پہلودار بات کہتے تھے ۔ایک مقام پر لکھتے ہیں: انہیں کوئی پہلودار لفظ کہا اور ان مسلمان بننے والوں کی تہذیب میں آگ لگی۔

(مقتل اجہل اکذب۔ص 12)

۳) اعلیٰ حضرت نے ایک دنیا کو وہابی کر ڈالا، ایسا بدنصیب وہ کون ہے۔ جس پر آپ کا خنجر وہابیت نہ چلا ہو۔ وہ اعلیٰ حضرت جو بات بات میں وہابی بنانے کے عادی ہوں۔ وہ اعلیٰ حضرت جن کی تصانیف کی عصمت غائیہ وہابیت جنہوں نے اکثر علماء اہل سنت کو وہابی بنا کر عوام کالانعام کو ان سے بدظن کرادیا۔ جن کے اتباع کے پہچان یہ ہے کہ وہ وعظ میں اہل حق سینوں کو وہابی کہہ کر گالیوں کا مینہ برساتے ہیں۔

(تجلیات انوار۔ص 42)

۴) دنیا میں شاید کسی نے اس قدر کافروں کو مسلمان نہیں کیا ہوگا جس قدر اعلیٰ حضرت نے مسلمانوں کو کافر بنایا۔۔۔۔مگر درحقیقت یہ وہ فضیلت ہے جو سوائے اعلیٰ حضرت کے کسی کے حصہ میں نہیں آئی۔

(تجلیات انوار۔ص ۴۲)

۵) گھر بیٹھے قلم کے نیزے چلا رہا ہے۔ جس کو اس بازی سے اتنی بھی فرصت نہیں ملی کہ کبھی مجمع عام میں آ کر کسی سے برسرپیکار ہوتا۔ پھر وہ خواہ مات کھا کر ہی گھر لوٹتا۔ لیکن خلقت یہ کہنے سے تو باز رہتی کہ از ابتدا معرکہ اور درمیان نبود۔ (تجلیات انوار۔ص 45)

۶) اعلیٰ حضرت کے مشتری اطرافِ ہندوستان میں حشرات الارض کی طرح پھیلے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے احکام (علماء دیوبند کو کافر کہنا اور ان سے سلام وکلام کو حرام قرار دینا اور لوگوں کو اس پر اکسانا کہ جہاں ان کے قبرستان ہوں وہاں اپنے مردے دفن نہ کرو۔ یہ اعلیٰ حضرت کے احکام ہوتے تھے۔) کی جابجا تبلیغ واشاعت ان کا کام ہے۔ یہ لوگ گو خود علم سے محض ناآشنا ہوتے ہیں۔ جن کا مبلغ علم کا یہ ہوتا ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت کے اردو رسالے اس طرح پڑھ دیں کہ فی سطر کم از کم دس جگہ غلطیاں ضرور کر جائیں لیکن علماء ربانیین کی تکفیر وتوہین ان کا شعار اور ان کی تضلیل وتفسیق ان کا دثار ہے جس سرزمین میں جہالت عروج پر ہوتی ہے وہاں ان کے قدم خوب جمتے ہیں اور جس خطہ پاک میں علمی چرچا ہوتا ہے اس

طرف وہ ادھر کا رخ نہیں کرتے۔ کیوں کہ گو علوم سے واقف نہ سہی لیکن اپنی حقیقت سے خوب واقف ہوتے ہیں (تجلیات انوار۔ص 6)

۷) اعلیٰ حضرت کے خاص الخاص مشزیوں سے انصاف کی توقع اس لیے نہیں کہ ان کو اعلیٰ حضرت کی ذات سے منافع دنیوی حاصل ہیں۔ جن پر ان کا کارخانہ زندگی چل رہا ہے اور اسی لیے وہ دنیا کے قدر شناس، علم وعقل سے پاک۔ (تجلیات انوار المعین۔ص 6)

☆ احمد رضا خاں کے مناظرانہ حیلے:

حضرت مولانا معین الدین اجمیری کہتے ہیں:

۱) اعلیٰ حضرت جب دلائل مخالفین کے جواب سے معذور ہو جاتے ہیں۔ تو اپنی بند خلاصی کے لیے اصلی دعوے ہی چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ (ص 7۔ تجلیات)

۲) الزام بما لم یلتزم یعنی جس امر کا مخالف کو التزام نہ ہو شرعاً عرفاً اس کا لزوم ہو اس کو اپنے مخالف کے سر تھونپ دینا اعلیٰ حضرت کی صفت خاصہ ہے

(ص 8۔ تجلیات)

۳) مغالطہ دہی، یہ خاصیت اعلیٰ حضرت کی تمام تالیفات کی جان اور روح رواں ہے۔

(ص 9۔ تجلیات)

(اس سے خان صاحب کی تمام تالیفات کی حقیقت سامنے آگئی۔ یہ وہ بنیادی بات ہے جس کی وجہ سے خان صاحب کی کتابیں پڑھے لکھے حلقوں میں مقبول نہ ہو سکیں)

۴) بہتان طرازی۔ (ص ۱۱۔ تجلیات)

۵) خروج از دائرہ بحث، جب اعلیٰ حضرت جواب سے عاجز درماندہ ہوتے ہیں تو مبحوث عنہ کو چھوڑ کر غیر متعلق مباحث کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں

(ص 12۔تجلیات)

۶) مجادلہ، یہ صفت اعلیٰ حضرت کا آخری حیلہ ہے۔ (ص 13۔تجلیات)

۷) حق پوشی۔ (ص 14۔تجلیات)

۸) باد بدستی، اعلیٰ حضرت سے جب کچھ بن نہیں پڑتا تو ہوائی باتیں شروع کر دیتے ہیں۔

(ص 15۔تجلیات)

۹) کج بحثی، جواب سے عاجزی کے وقت اس حربہ خاص کا بھی استعمال اعلیٰ حضرت بکثرت کرتے ہیں۔ (ص 16۔تجلیات)

۱۰) خلاف بیانی۔ (ص 17۔تجلیات)

۱۱) افتراء وتحریف۔ (ص 17۔تجلیات)

۱۲) خود فراموشی، اعلیٰ حضرت اپنی شان و مرتبہ کو فراموش کر کے صحابہ کرامؓ اور مجتہدین پر اپنی ذات کو قیاس کر بیٹھنے کے بے حد عادی ہیں۔ (ص 18۔تجلیات)

۱۳) تحکم وحکومت طلبی، کبھی اس طرح کہ ہاں میں ہاں ملانے والے شخص کو مسند فضل وکمال کا صدر نشین بنا دیا۔ پھر جو لہر آئی تو اس کو ایک دم جاہل واحمق جیسے معزز خطاب دے دیتے۔

(ص 19۔تجلیات)

☆ احمد رضا خان کا ترجمہ قران لکھنے کا انوکھا انداز:

''صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی نے قرآن مجید کے صحیح ترجمہ کی ضرورت پیش کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت سے ترجمہ کر دینے کی گزارش کی، آپ نے وعدہ فرمایا لیکن دوسرے مشاغل دیرینہ کے ہجوم کے باعث تاخیر ہوتی رہی۔ جب حضرت صدر الشریعہ کی جانب سے اصرار بڑھا تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا چونکہ ترجمہ کے لیے میرے پاس وقت نہیں ہے۔ اس لیے آپ رات سونے کے وقت یا دن میں قیلولہ

کے وقت آجایا کریں۔ چنانچہ حضرت صدر الشریعہ ایک دن کاغذ قلم اور دوات لے کر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور یہ دینی کام بھی شروع ہوگیا۔

ترجمہ کا طریقہ یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت زبانی طور پر آیات کا ترجمہ بولتے جاتے اور صدر الشریعہ اس کو لکھتے جاتے۔ لیکن یہ ترجمہ اس طرح پر نہیں تھا کہ آپ پہلے کتب تفسیر ولغت کو ملاحظہ فرماتے بعدہ آیت کے معنی کو سوچتے پھر ترجمہ بیان کرتے بلکہ آپ قرآن مجید کا فی البدیہہ برجستہ ترجمہ زبانی طور پر اس طرح بولتے جاتے جیسے کوئی پختہ یادداشت کا حافظ اپنی قوت حافظہ پر بغیر زور ڈالے قرآن شریف روانی سے پڑھتا جاتا ہے۔

☆ احمد رضا خاں کی تصانیف کی تعداد:

پہلا قول:	اعلیٰ حضرت کی تصنیفات 200 کے قریب تھیں۔	(مقدمۃ الدولۃ المکیہ)
دوسرا قول:	350 کے قریب تھیں۔	(المجمل المعدد لتالیفات المجدد)
تیسرا قول:	400 کے قریب تھیں۔	(تالیفات مجدد از ظفر الدین بہاری)
چوتھا قول:	548 تھیں۔	(تالیفات مجدد)
پانچواں قول:	600 سے بھی زائد تھیں۔	(حیات اعلیٰ حضرت)
چھٹا قول:	ایک اندازہ کے مطابق فاضل بریلوی نے ایک ہزار کتابیں تصنیف فرمائیں ہیں۔	

(انوار رضا۔ ص 331)

اعلیٰ حضرت کی سڑی زبان وتحریر کے چند نمونے

☆ احمد رضا خاں کی اخلاقی زبان:

۱) احمد رضا خاں صاحب سے مسئلہ پوچھا گیا کہ جوان عورت سے مرد ضعیف نکاح کرنا چاہے تو خضاب سے بال سیاہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہونا چاہیے تھا کہ نہیں۔ اسلام میں کسی کو دھوکا دینا جائز نہیں مگر احمد رضا خاں کا جواب سنیئے اور اندازِ تخاطب پر داد دیجیے:

"بوڑھا بیل سینگ کاٹنے سے بچھڑا نہیں ہو سکتا۔" (امام احمد رضا نمبر۔ص 171)

۲) ایک صاحب کو جدید فقہ لکھنے کا شوق تھا، احمد رضا خاں اس کے خلاف تھے آپ اسے مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کہاں کا اسلام کیسی ملت مجوسیت کو نہال کیجیے مزے سے الو کا گوشت کھا کر پھوپھی بھتیجی حلال کیجیے

(سیف المصطفیٰ۔ص 57)

☆ علمائے دیوبند کے خلاف بدزبانی:

احمد رضا خاں کی مشہور کتاب خالص الاعتقاد کی تمہید میں ان علماء کے بارے میں جو علمائے دیوبندؒ کی طرف سے مناظرہ کرنے آئے تھے، لکھا ہے:

"شریفہ ظریفہ رشیدہ رمیدہ نے اپنے اقبال وسیع سے ان کے ادبار پر ضیق کو فراخی حوصلہ کی لے سکھائی کہ چاہیں تو ایک ایک منٹ میں اپنے مضمون کی "ایک ایک کتاب" کا جواب لکھ دیں۔

(خالص الاعتقاد۔ص 10)

شریفہ ظریفہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو اور رشیدہ رمیدہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو کہا ہے ، رمیدہ بھاگی ہوئی عورت کو کہتے ہیں۔ اقبال وسیع سے مراد عام کھلی قبولیت ہے کہ جو چاہے آئے ادبارُ بر کی جمع ہے۔ یہ پچھلے حصے کو کہتے ہیں پر ضیق نہایت تنگ گزر راستے کو کہتے ہیں۔ فراخی حوصلہ سے مراد کھل جانا ہے۔ یہ تمام الفاظ آستانہ بریلی کی بدزبانی کی کھلی شہادت ہے۔

☆ احمد رضا خاں کی گندی زبان کے چند مزید نمونے:

احمد رضا خاں صاحب لکھتے ہیں:

حضرت ممدوح صدر الصدور صاحب بالقابہ نے اور بھی آسانی دیکھی، بدایوں کو دو ہی کا جوتا بو یا ملا تھا۔

رہے وہابیہ ورامپوری انہیں تین کا ملا۔ (اجلی انوار الرضا۔ص ۴)

تین چوٹوں پر تین روپیہ انعام۔۔۔۔۔فی چوٹ ایک روپیہ۔ (مقتل کذب وکید۔ص 56)

کیا بازاری گفتگو ہے۔ کیا یہ علماء کی زبان ہے؟ کیا یہی ان کا درس اخلاقیات ہے؟ پھر صرف لفظ تین پر اکتفا نہیں کرتے، ان میں ایک کی اس طرح تعین کرتے ہیں۔ تیسرا ان کے نصیبوں کا سب میں سیدھا۔

(سد الفرار۔ص 11)

تیسرا دونوں سے بڑھ کر مضر۔ (سد الفرار ص 56۔ وقعات السنان ص 28)

اب خان صاحب آگے دیکھنے کی بھی دعوت دے رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

ہمارے اگلے تین پر پھر نظر ڈالیے دیکھئے وہ رسلیا والے پر کیسے ٹھیک اتر گئے۔ (سد الفرار۔ص 56)

بریلی کے ان علمائے نامدار سے اور سنیے، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنے رسالہ حفظ الایمان میں ایک موضوع کو تین شقوں (اجزاء) میں تقسیم کیا تھا۔ آپ اس پر تنقید کرتے ہوئے مولانا تھانویؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

اگر بہ کمال بے حیائی اپنی دو شقی میں وہ تیسرا احتمال داخل بھی کرلے۔۔۔۔الخ

(وقعات النسان۔ص 28)

ان الفاظ کو نقل کرتے ہوئے شرافت کانپتی ہے۔ لیکن خان صاحب اور ان کے شاہزادوں کی عملی اور اخلاقی حالت اس کے بغیر کھلتی بھی تو نہیں۔ حامد رضا خاں حضرت تھانویؒ کے لیے مؤنث کے الفاظ اختیار کرکے پھر یہ بھی لکھ گئے۔

مسمات یہ تیسرا ابھی کیسا ہضم کر گئی۔ (وقعات السنان۔ص46)

''اس (مولانا تھانویؒ) کی دوشقی میں اس تیسرے کا دخول۔'' (وقعات السنان۔ص25)

بریلی کے یہ شہزادے لفظ تین کے ساتھ اسی تصور میں الجھے ہوئے ہیں۔ایک اور بحث میں لکھتے ہیں:

آپ معمول مجعول کا پیوند جوڑ کر دخول کی مشکل آسان بھی کر لیں۔ (سد الفرار۔ص52)

بات اذان کے داخل مسجد ہونے کی چل رہی تھی۔آپ داخل کے لفظ سے لفظ دخول کی طرف منتقل ہو گئے اور سنیئے:

تمہارا نام الف کے تلے لیں۔۔۔۔۔ (سد الفرار۔ص39)

ہے ہے آدھی۔۔۔۔۔۔۔۔ہے ہے پوری نہ لی۔ (وقعات۔ص17)

پھر اور سنیئے اور ان حضرت کی اخلاقی حالت کا ماتم کیجیے۔

رسلیا والا (رسلیا لفظ رسالہ کو بگاڑ کر لکھنا ہے اس سے حضرت مولانا تھانویؒ کا رسالہ حفظ الایمان مراد ہے) بھی کیا یاد کرے گا کہ کسی کرے سے پالا پڑا تھا۔اب وہ کھولوں جس سے مخالف چندھیا کر پٹ ہو جاوے۔ (وقعات۔ص48)

اف ری رسلیا تیرا بھولا پن خون پونچھتی جا اور کہہ خدا جھوٹ کرے۔ (وقعات۔ص17)

رسلیا کی چک پھیریاں تو گوہر کو بھی مات کر گئیں۔اب مسلمان کے چھلنے کو پھر کاوا کاٹتی ہے۔

سب پر ابلیس ایک طرح سوار۔۔۔۔۔۔دوسرا اور مسماۃ کی گرہیں کھولتا ہے۔

آپ غور کریں اور دیکھیں کہ آستانہ بریلی میں کس قسم کی زبان بولی جاتی تھی اور ان کے گھر میں کن لوگوں کی اصطاحیں رائج تھیں۔مولانا تھانوی کی کتاب حفظ الایمان کو رسلیا کہتے ہوئے لکھتے ہیں۔''رسلیا کہتی ہے میں یوں نہیں مانتی میری ٹھہرائی پر اترو،دیکھوں تو اس میں تم میری گرہ کیسے کھول لیتے ہو۔''

مولانا معین الدین اجمیری کے تاثرات یہ ہیں:ان الفاظ کی نسبت خلقت کہتی ہے کہ یہ صریح فحش ہے

اوراس وجہ سے اعلیٰ حضرت پراس طرح طعن کرتی ہے کہ ایسے شخص کو نیکی کا اسفل درجہ بھی نہیں دیا جا سکتا نہ کہ معاذ اللہ اس کو شیخ وقت اور مجدد تسلیم کرلینا۔ یہ ایسی زبردست سفاہت وحماقت ہے کہ اس کے بعد حماقت کا کوئی درجہ نہیں اس بازاری گفتگو پر بھی اگر کوئی جماعت اس کو مقتدا تسلیم کرلیتی ہے تو پھر وہ بازاریوں کی کیوں معتقد نہیں ہو جاتی۔ (تجلیات انوار۔ص 34)

ایسے شیخ وقت اور پیر فانی کی زبان وقلم سے ایسے سوقیانہ جملے نکلے ہوئے دیکھ کر خیال آتا ہے کہ اب قیامت آنے میں کچھ دیر ہے تو صرف چند لمحات کی۔ (تجلیات انوار۔ص 35)

☆ بدزبانی کا ایک اور نمونہ:

قران کی آیت ہے

سَیَعۡلَمُوۡنَ غَدًا مَّنِ الۡکَذَّابُ الۡاَشِرُ "عنقریب کل جان لیں گے کہ کون ہے جھوٹا بڑائی مارنے والا" (القمر۔آیت 26)

احمد رضا خاں لکھتے ہیں

"کل قیامت کو کھل جائے گا کہ مشرک، کافر، مرتد، خاسر کون تھا سیعلمون غدا من الکذاب الاشر اشر بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اشر قولی کو زبان سے بک بک کرے اور اشر فعلی کہ زبان سے چپ اور خباثت سے باز نہ آئے۔ وہابیہ اشر قولی اور اشر فعلی دونوں ہیں۔ (خالص الاعتقاد۔ص 44)